

قرآن میں "مشترک" اور "مَوْلَ" اور علماء اصول

*ڈاکٹر حافظ محمد عبداللہ

According to the lingual origin of the words, they are divided into four types; specific, general, common and preferred. The words having common meanings when are interpreted and the one meaning is selected with certain reasons are called preferred words. The Quran has the words with common meanings and the jurists interpret them according to their principles and methodology and resultantly one meaning is selected. This article deals with the elaboration of this aspect of Quranic words.

وضع کے اعتبار سے لفظ کی چار قسمیں ہیں۔ خاص، عام، مشترک، مَوْلَ

لفظ کے وضع کے اعتبار سے ان چار میں محصور ہونے کی دلیل یہ ہے "لفظ" و "وضع" کے اعتبار سے ایک معنی پر دلالت کرے گا ایک سے زیادہ معنی پر دلالت کرے گا۔ اگر اول ہے یعنی ایک ہی معنی پر دلالت کرتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک معنی پر بلا شرکت غیرے دلالت کرے گا یا غیر ہے اور اگر شرکت غیر کے ساتھ دلالت کرتا ہے تو وہ "عام" ہے اور اگر ثانی ہے یعنی لفظ ایک سے زیادہ معنی پر دلالت کرتا ہے تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں ان ایک سے زیادہ معانی میں سے کوئی معنی تاویل سے راجح ہو گایا نہیں اور کسی ایک معنی کو تاویل کے ذریعے ترجیح دی گئی ہے تو اس کو "مَوْلَ" کہتے ہیں اور اگر ترجیح نہیں دی گئی ہے تو اس کو "مشترک" کہا جاتا ہے۔ علامہ نسفی گشوف الاسرار شرح علی المنار میں لکھتے ہیں

لأن الفظان وضع لمعنى واحد فخاص، او لاكثراً فان
شمل الكل فعام والا مشترك ان لم يترجم واحد با
رأي، فان ترجمة فمَوْلَ^۱

ملاجیوں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ "نور الانوار شرح علی المنار" میں فرماتے ہیں

* استاذ پروفیسر، شیخ زايد اسلامک سٹریٹ، جامعہ پنجاب، لاہور

لأن القضاة أمان يدل على معنى واحد أو أكثر، فان كان
الأول فاما أن يدل على الانفراط عن الأفراد فهو الخاص،
أو أن يدل مع الاشتراك بين الأفراد فهو العام، وإن كان
الثاني فاما أن يتوجه أحد معانيه بالتأويل فهو
مؤلف، وال فهو المشترك.²

اب ہم قرآن اور فقہاء کی تصریحات کی روشنی میں مشترک اور مؤلف پر بحث کرتے ہیں۔

مشترک:

باعتبار وضع کے لفظ کی تیری قسم مشترک ہے۔ مشترک، اشتراك کا اسم مفعول ہے جس کے
معنى باہم شریک ہونے کے ہیں۔
ابن منظور لکھتے ہیں

طريق مشترك: يُستوي فيه الناس - واسم مشترك:

تشترك في معانٍ كثيرة كالعين ونحوها فانه يجمع
معانٍ كثيرة³

مشترک کی اصطلاحی تعریف علامہ سر خسی تحریر فرماتے ہیں
کل لفظ مشترک فیه معانٍ أو أسماء لاعلی سبیل الانتظام
بل على احتمال أن يكون كل واحد هو المراد به على
الانفراد، واذا تعین الواحد مرادا به انتفى الآخر.⁴

گویا مشترک وہ لفظ ہے جس میں چند معانی یا چند اسماء شریک ہوں مگر یہ اشتراك علی سبیل
البدلیت یعنی کیے بعد دیگرے ہو اور علی سبیل الشمول نہ ہو یعنی یہ اشتراك بیک وقت نہ ہو۔
علامہ سر خسی کی تعریف میں "کل لفظ" جس سے مورد تقسیم کے قرینہ سے لفظ موضوع مراد
ہے بمنزلہ جنس کے ہے خاص، عام اور مشترک سب کو شامل یہیں کہ فیہ "فصل اول" ہے

جس سے خاص نکل جاتا ہے کیونکہ خاص میں اشتراک نہیں ہوتا اور مشترک میں اشتراک ہوتا ہے البتہ صرف اس قید سے عام مشترک کی تعریف سے خارج نہیں ہو گا کیونکہ مشترک کی طرح عام کے اندر بھی اشتراک پایا جاتا ہے "لاعلی سیل الانتظام" دوسری فصل ہے، اس کے ذریعہ سے مشترک کی تعریف سے عام خارج ہو گیا اس لئے کہ "لاعلی سیل الانتظام" کے معنی یہ ہیں کہ اشتراک علی سیل الشمول نہ ہو بلکہ "علی سیل البدل" ہو اور عام کا اشتراک اس کے تمام افراد میں چونکہ "علی سیل الشمول" ہوتا ہے نہ کہ "علی سیل البدل" س لئے اس قید سے مشترک کی تعریف سے عام خارج ہو گیا اور اس کی وضاحت "بل علی احتمال ان یکون کل واحدہ المراد بہ علی الانفراد" سے ہو رہی ہے۔

"معانی اور اسام" کے ذریعے مشترک کی تقسیم کی گئی ہے کہ مشترک کی دو اقسام ہیں ایک وہ مشترک ہے جس میں معنی کا اشتراک ہوتا ہے جیسے لفظ "قروء" حیض اور طہر کے معنی کے درمیان مشترک ہے۔ دوم وہ "مشترک" جس میں مسمیات یعنی اعیان خارجیہ کا اشتراک ہوتا ہے جیسے لفظ "عین" سورج، پائی کے چشم، گھنٹے، آنکھ اور کشتوں وغیرہ کے درمیان مشترک ہے۔ علامہ سر خسیؒ اگرچہ معان اور اسام جمع کے صینے لائے ہیں لیکن مراد ان سے مافق الودع ہے یعنی کسی لفظ کا دو معنی میں اشتراک ہو تو وہ بھی مشترک ہے جیسے لفظ "قروء"، اس طرح اگر لفظ کا دو اسموں کے درمیان اشتراک ہو تو وہ بھی مشترک کہلانے گا جیسے لفظ "مولیٰ" معتق (بکسر اللاء) اور معتق (فتح اللاء) کے درمیان مشترک ہے۔

علامہ سر خسیؒ کی عبارت "واذا تعین الواحد مراد بہ اتفاق الآخر" سے ان لوگوں کے مذہب کی تردید مقصود ہے جو عموم مشترک کے قائل ہیں یعنی بیک وقت متعدد معانی قرار دیئے جاسکتے ہیں جبکہ احناف کے نزدیک کہ جائز نہیں ہے ان کا مذہب یہ ہے کہ عموم قطعی ناجائز ہے جب ایک معنی راجح ہو تو دوسرے کو ترک کر دیا جائے اور مذکورہ عبارت میں اس مذہب کو بیان کیا گیا ہے۔

مشترک کا حکم:

علامہ بزدؤی مشترک کا حکم بیان فرماتے ہیں

فحکمہ الوقف بشرط التامل لیترجم بعض وجوہ

⁵ للعمل به

مشترک کا حکم یہ ہے کہ اس میں بشرط تأمل توقف کیا جائے تاکہ اس پر عمل کرنے کے لئے کوئی ایک فرد راجح ہو جائے۔

علامہ سرخی فرماتے ہیں

واما حکم المشترک فالتوقف فيه الى ان يظهر المراد
بالبيان على اعتقاد أن ما هو المراد حق ويشترط أن لا
يترك طلب المراد به اما بالتأمل في الصيغة أو الوقوف
على دليل آخر به يتبين المراد، لأن كلام الحكيم لا يخلو
عن فائدہ۔⁶

اور جہاں تک مشترک کے حکم کا تعلق ہے تو اس میں توقف کیا جائے گا جہاں تک کہ کسی بیان سے اس کی مراد واضح ہو جائے بایں اعتقاد کہ وہی مراد درست ہے اور یہ بھی ضروری ہی کہ اس کا ترک کرنا طلب نہ کیا جائے پھر یہ طلب عام ہے خواہ وہ تأمل فی الصیغہ کی صورت میں ہے یا کسی ایسی دلیل پر مطلع ہو جانے کی صورت میں جو مراد کو بالکل واضح کر دے اس لئے کہ کلام حکیم (شارع) فوائد سے خالی نہیں ہو سکتا۔

علامہ نسفی علامہ بزدؤی کی اتباع میں مشترک کا حکم بیان فرماتے ہیں

وحکمہ التوقف بشرط التامل لیترجم بعض وجوہ

⁷ للعمل به۔

مشترک کا حکم یہ ہے کہ اس میں بشرطِ تامل توقف کیا جائے تاکہ اس پر عمل کرنے کے لئے کوئی ایک فردرانج ہو جائے۔

ملاجیون شرح نور الانوار علی المنار میں اس کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں
یعنی التوقف عن اعتقاد معنی معین من المعانی والتأمل
لأجل ترجح بعض الوجوه لأجل العمل لا للعلم
⁸ القطعی۔

یعنی معانی میں سے معنی معین کے اعتقاد سے توقف کیا جائے اور عمل کرنے کے لئے نہ کہ علم قطعی کے لئے کسی ایک فرد کو ترجیح دینے کے لئے تامل کیا جائے۔

حاصل یہ ہے کہ مشترک کے حکم میں دو باتیں ہیں، ایک تو یہ کہ مشترک کے معانی میں سے ایک معین معنی پر اعتقاد کرنے کے سلسلہ میں توقف کیا جائے کیونکہ احتراف کے نزدیک مشترک کے تمام معانی کو بیک وقت قرار دینا درست نہیں جیسا کہ علامہ سر خسیؒ نے اصول سر خسی میں بیان کیا ہے۔ لہذا ایک معنی مراد ہو گا اور وہ ایک معنی غیر معین ہے اور ایک دوسرے پر ترجیح حاصل نہیں ہے اس لئے کسی ایک معین معنی پر اعتقاد رکھنے کے سلسلہ میں توقف واجب ہو گا اور دوسری بات یہ ہے کہ کسی ایک معنی کو ترجیح دینے کے لئے تامل اور غورو فکر ضروری ہے اور یہ تامل اور غورو فکر اس پر عمل کرنے کے لئے ہو گا نہ کہ اعتقاد اور یقین کرنے کے لئے۔

مَوْل:

وضع کے اعتبار سے لفظ کی چوتھی قسم "مَوْل" ہے۔ مَوْل کا لفظِ اول سے مشتق ہے۔"

"اول" کے معنی رجوع کرنا، لوٹنا کے ہیں

ابن منظور لکھتے ہیں

الأول: الرجوع - آن الشيء يؤتى به أولاً وما لا: رجع
وأول إليه الشيء: رجعه - والت عن الشيء: ارتدت
وفي الحديث: من صام الدهر فلامساً ولا آن أى لا
رجعاً إلى خير.⁹

مَوْلَ تاویل سے اسم مفعول ہے۔ متعدد معانی میں سے کسی ایک معنی کی طرف جب مشترک کو لوٹایا جاتا ہے تو مَوْلَ کھلا تا ہے۔

مَوْلَ کی اصطلاحی تعریف علامہ بزدی اس طرح فرماتے ہیں
المَأْوِلُ فَمَا ترجمَ مِنَ الْمُشْتَرِكِ بَعْضُ وِجْوهِهِ بِغَالِبِ
الرَّأْيِ.¹⁰

مَوْلَ وَلِفْظُ مُشْتَرِكٍ ہے جس کا کوئی ایک معنی غالب رائے سے راجح ہو۔
اور علامہ سرخی مَوْلَ کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں
المَؤْلُ فَهُوَ تَبَيَّنُ بَعْضَ مَا يَحْتَمِلُ الْمُشْتَرِكُ بِغَالِبِ
الرَّأْيِ وَالاجْتِهَادِ.¹¹

مَوْلَ وَلِفْظُ مُشْتَرِكٍ ہے جس کا کوئی ایک معنی غالب رائے اور اجتہاد سے راجح ہو جائے۔
یعنی مَوْلَ وَلِفْظُ مُشْتَرِكٍ ہے جس کے کوئی ایک معنی غالب رائے سے راجح ہو جائیں یعنی
مشترک جب تک اس کے دو یادو سے زیادہ معانی میں سے ایک معنی دوسرے پر راجح نہ ہوں تو
وہ مشترک ہو اور جب ایک معنی مجتہد کی تاویل سے راجح ہو جائے تو وہ مشترک "مَوْلَ" ہو
جائے گا۔

ملجیون شرح نور الانوار علی المنار میں فرماتے ہیں
يعني ان المشترك ما دام لم يترجم أحد معنييه على الآخر فهو
مشترك، وإذا ترجم أحد معنييه بتاويل المجتهد صار ذلك
المشتراك بعينه مَوْلَا، وإنما عدد من اقسام النظم وان حصل

بفعل التأويل لأن المحكم ب فعل التأويل يضاف إلى الصيغة فكأن النص ورد بهذه، وإنما قيد بقوله: من المشترك، لأن المراد هنا هو هذا المَوْلَ الذي بعد المشترك، وال فالخفي والمشكل والمجمل اذا زال خفاً قوها بدليل ظن صار مَوْلَ أيضاً ، ولكن من أقسام البيان، ولمراد بغالب الرأي الظن الغالب سواء حصل بخبر الواحد أو القِيَاسُ أو نحوه، فلا يقال: انه لا يشمل ما إذا حصل التأويل بخبر الواحد بل بالقياس فقط، ثم الترجح من المشترك قد يكون بالتأمل في الصيغة ، وقد يكون بالتأمل في السياق كما قلنا في القراء بالنظر الى نفسه وبالنظر الى ثلاثة وقد يكون بالنظر الى السياق كما في قوله تعالى: ﴿إِنَّ لِكُمْ لِيَلَةَ الصِّيَامِ الرُّفْثُ﴾ عرف أنه من الحل، وفي قوله: ﴿إِنَّا نَادَرَ الْمَقَامَةَ﴾ عرف أنه من الحلول-¹²

یعنی مشترک جب تک اس کے دو معنی میں سے ایک معنی دوسرے معنی پر راجح نہ ہوں تو وہ مشترک ہے جب دو معنی میں سے ایک مجتہد کی تاویل سے راجح ہو جائے تو وہ مشترک بعد ۔ یہ مَوْلَ ہو جائے گا اور مَوْلَ کو نظم کے اقسام میں سے شمار کیا گیا ہے اگرچہ وہ فعل تاویل سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ حکم تاویل کے صیغہ کی طرف منسوب ہوتا ہے پس گویا نص اسی حکم پر وارد ہوئی ہے اور مصنف نے اپنے قول "من المشترك" کے ساتھ مقید کیا ہے، اس لئے کہ یہاں وہی مَوْلَ مراد ہے جو مشترک کے بعد ہوتا ہے ورنہ خفی، مشکل، مجمل جب ان کا نفاذ دلیل ظنی سے زائل ہو جائے تو ان کو بھی مَوْلَ کہا جاتا ہے لیکن یہ مَوْلَ اقسام بیان میں سے ہے اور غالباً رائے سے مراد ظن واحد ہے خواہ خبر واحد سے حاصل ہے خواہ قیاس سے خواہ اسی جیسے ہے۔ لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مَوْلَ اس صورت کو شامل نہ ہو گا جس میں خبر واحد کو تاویل حاصل ہو بلکہ صرف قیاس سے ہو۔ پھر مشترک کے کسی ایک معنی کا راجح ہونا کبھی صیغہ

میں غور و فکر کے ذریعہ ہوتا ہے اور کبھی سابق میں غور کرنے سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے
قروء میں کہا اس ذات کی طرف کی نسبت کرتے ہوئے اور شانہ کی طرف نظر کرتے ہوئے اور
کبھی راجح ہونا سیاق کی طرف نظر کرتے ہوئے ہوتا ہے جیسے باری تعالیٰ احل لکم لیلۃ الصیام
الرفث میں معلوم ہوا کہ الفظ "احل" حل سے ہے اور باری تعالیٰ کے قول احنادار
المقامة میں معلوم ہوا کہ یہ حلول سے ہے

ملاجیوں کی عبارت کا حاصل یہ ہے

مَوْلَ وَهُ مُشْتَرِكٌ ہے کہ جس کا کوئی ایک معنی مجہد کی تاویل سے راجح ہو کر متعین ہو جائے
اور مَوْلَ کی تعریف میں "من المُشْتَرِكٌ" کی قید اس لئے لگائی گئی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے
کہ یہاں مَوْلَ سے وہ مَوْلَ مراد ہے جو مشترک سے پیدا ہوتا ہے ورنہ اگر خنفی، مشکل اور
مجمل کا خفاکسی دلیل ظنی سے دور کر دیا جائے تو اس کو بھی مَوْلَ کہا جاتا ہے لیکن یہ مَوْلَ بیان
کی اقسام میں سے ہے نہ کہ نظم کی اقسام سے اور اسی طرح غالب رائے سے مراد صرف قیاس
نہیں ہے بلکہ ظنِ غالب ہے۔ ظنِ غالب خواہ خبر واحد سے حاصل ہو، خواہ قیاس سے، خواہ
تامل وغیرہ سے۔

بہر حال اگر تاویل ظنِ غالب سے حاصل ہو تو وہ مَوْلَ کہلاتے گا لیکن دلیل قطعی کے ذریعے
ایک معنی کو متعین کیا گیا تو وہ مفسر کہلاتے گا مَوْلَ نہ کہلاتے گا۔

جیسا کہ علامہ بزدی فرماتے ہیں

ولیس هذا كالمجمل اذا عرفت بعض وجوهه ببيان

المجمل فانه يسمى مفسراً لأنَّه عرف بدليل قاطع

فسمى مفسراً اي مكتشو فاكشوابلاشبها-¹³

اور یہ مَوْل اس مجمل کی طرح نہیں ہو سکتا جس کا معنی بیان متكلّم کی بابت معلوم ہوا ہو پس اسے تو مفسر کا نام دیا جائے گا اس لئے کہ وہ توالیل یقین کی بدولت جانا گیا ہے پس اسی لئے اسے مفسر کا نام دیا گیا ہے یعنی اس کی مراد بلاشبہ بالکل واضح ہے۔

علامہ عبدالعزیز بخاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں

أَيْ لِيْسَ الْمَوْلُ عَلَى التَّفْسِيرِ الَّذِي قَدَّمَ الْمَجْمُلُ الَّذِي

عَرَفَ مَعْنَاهُ بِبِيَانِ الْمَجْمُلِ فَإِنْ ذَلِكَ مَفْسُرٌ وَلِيْسَ

بِمَوْلٍ وَكَذَا الظَّاهِرُ أَوَ النَّصُّ أَوَ الْمَشْكُلُ أَوْ غَيْرُهَا إِذَا

الْتَّحْقِيقُ بِبِيَانِ قَاطِعٍ فَهُوَ مَفْسُرٌ لِمَوْلٍ۔¹⁴

یعنی ہماری بیان کردہ تفصیل کے مطابق مَوْل اس مجمل کی مانند نہیں ہو سکتا کہ جس مجمل کا معنی بیان متكلّم سے جانا گیا ہو پس وہ تو مفسر کہلائے گا نہ کہ مَوْل اور اسی طرح ظاہر، نص، مشکل وغیرہ کے ساتھ جب بھی کوئی بیان قطعی ملحت ہو گا تو وہ مفسر کہلائے گا نہ کہ مَوْل۔

مَوْل کا حکم:

علامہ بزدوي "مَوْل" کا حکم اس طرح بیان فرماتے ہیں

فَحَكْمُهُ الْعَمَلُ بِهِ عَلَى احْتِمَالِ السَّهْوِ وَالْغَلَطِ۔¹⁵

پس مَوْل کا حکم یہ ہے کہ غلطی اور سهو کے احتمال کے ساتھ اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

علامہ سرخی زیادہ وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں

وَأَمَّا حَكْمُ الْمَوْلِ فَوجُوبُ الْعَمَلِ بِهِ عَلَى حِسْبٍ

وَجُوبُ الْعَمَلِ بِالظَّاهِرِ إِلَّا أَنْ وَجُوبُ الْعَمَلِ بِالظَّاهِرِ

ثَابِتٌ قَطْعًاً وَوَجُوبُ الْعَمَلِ بِالْمَوْلِ ثَابِتٌ مَعَ احْتِمَالِ

السَّهْوِ وَالْغَلَطِ فِيهِ فَلَا يَكُونُ قَطْعًا بِمَنْزِلَةِ الْعَمَلِ بِخَبْرِ

الْوَاحِدِ لِأَنَّ طَرِيقَهُ غَالِبُ الرَّأْيِ وَذَلِكَ لَا يَفْكَرُ عَنْ

احْتِمَالِ السَّهْوِ وَالْغَلَطِ، وَبِيَانِ هَذَا فِيمَنِ أَخْذُ مَاءَ الْمَطَرِ

فِي أَنَّهُ فَانِهِ يَلْزَمُهُ التَّوْضُوءُ بِهِ وَيَحْكُمُ بِزِوالِ الْحَدِيثِ بِهِ
 قَطْعًا، وَلَوْ وَجَدَ مَا فِي مَوْضِعِ فَغْلَبٍ عَلَى ظَنِّهِ أَنَّهُ ظَاهِرٌ
 يَلْزَمُهُ التَّوْضُوءُ بِهِ عَلَى احْتِمَالِ السَّهْوِ وَالْغَلْطِ حَتَّى إِذَا تَبَيَّنَ
 أَنَّ الْمَاءَ نَجْسٌ يَلْزَمُهُ اِعْدَادُ الْوَضُوءِ وَالصَّلَاةِ، وَأَكْثَرُ
 مَسَائِلِ التَّحْرِيَّةِ عَلَى هَذَا۔¹⁶

اور جہاں تک مَوْلَ کے حکم کا تعلق ہے تو اس پر عمل کرنا ایسے ہی واجب ہے جیسا کہ ظاہر پر عمل کرنا مگر فرق صرف اتنا ہے کہ ظاہر پر عمل کا وجوب قطعی طور پر ثابت ہے جبکہ مَوْلَ پر سہ و اور غلطی کے احتمال کے ساتھ، پس یہ عمل کے معاملہ میں خبر واحد کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ ظن غالب کے راستہ سے حاصل ہوتا ہے جو کہ احتمال اور غلطی سے خالی نہیں ہو سکتا، پس اس کی تفصیل اس شخص کی مثال ہے کہ جس نے ایک برتن میں بارش کا پانی لیا پس ایسے شخص کے لئے اس پانی سے طہارت کا حصول لازمی ہو جائے گا (بجائے تمہ کے) لہذا ایسے شخص کے لئے حقیقی طور پر زوال حدث کا حکم ثابت ہو جائے گا اور اگر اس کے نے کسی جگہ پانی موجود پایا اور اس پانی کا ظاہر ہونا اس کے لیے گمان پر غالب ٹھہر اتواب بھی اس کے لئے اسی پانی سے طہارت کا حصول ضروری ہو گا مگر سہو و غلطی کے احتمال کے ساتھ، یہاں تک کہ اگر اس پانی کا نجس ہو نا ظاہر ہو گیا تو اس پر وضو اور نماز کا اعادہ لازم ہو جائے گا اور اکثر مسائل تحری کی اسی پر قیاس ہیں۔

ملاجیون شرح نور الانوار میں فرماتے ہیں

حَكْمُ الْمَوْلَ وَجُوبُ الْعَمَلِ بِمَا جَاءَ فِي تَاوِيلِ الْمُجْتَهدِ

مَعَ احْتِمَالِ أَنَّهُ غَلْطٌ وَيَكُونُ الصَّوَابُ فِي الْجَانِبِ الْآخِرِ،

وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ ظَنٌّ وَاجِبُ الْعَمَلِ غَيْرُ قَطْعِيٍّ فِي الْعِلْمِ

فَلَا يَكْفُرُ جَاحِدٌ۔¹⁷

موؤول کا حکم یہ ہے کہ مجتہد کی تاویل سے جو معنی متعین ہوں اس پر عمل کرنا واجب ہے اس احتمال کے ساتھ کہ یہ معنی غلط ہوں اور دوسرے معنی صحیح ہوں، حاصل یہ ہے کہ موؤول ظنی ہے قطعی نہیں ہے اس پر عمل کرنا واجب نہیں ہے پس اس کے مکمل کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ حاصل یہ ہے کہ موؤول ظنی ہوتا ہے قطعی نہیں ہوتا اس لئے اس پر عمل واجب ہوتا ہے مگر اس کا مکمل کافر نہیں ہوتا۔

حوالہ جات و حواشی

¹ نسفي، عبد اللہ بن احمد، کشف الاسرار شرح المصنف علی المنار، بیروت، دارالکتب ا العلمیہ، طبع اول، ۱۹۸۶ء، ۳۲ / ۱

² - ملا جیون، شیخ احمد، شرح انور الانوار علی المنار مع کشف الاسرار علی المنار، بیروت، دارالکتب ا العلمیہ، طبع اول ۱۹۸۶ء، ۲۲ / ۱

³ - ابن منظور، محمد بن مکرم، جمال الدین، لسان العرب، قم: نشر ادب الحوزه، ۱۴۰۵ھ، ۱۰ /

449

⁴ - سرخسی، محمد بن احمد، اصول سرخسی، تحقیق ابوالوفاء افغانی، لاہور: دارالمعارف التعمانیہ، طبع اول، ۱۹۸۱ء، ۱۲۶ / ۱

⁵ - بزدوى، علی بن محمد، فخر الاسلام، کنز الوصول الی معرفۃ الاصول، کراچی: میر محمد کتب خانہ، س۔ن، ص 73

⁶ اصول سرخسی 1 / 126

⁷ کشف الاسرار شرح علی المنار 1 / 201

⁸ شرح نور الانوار 1 / 201

⁹ لسان العرب 32 / 11

¹⁰ اصول بزدوجی 7

¹¹ اصول سرخی 1 / 127

¹² شرح نور الانوار 1 / 204-205

¹³ اصول بزدوجی 8

¹⁴ بخاری، عبد العزیز بن احمد، کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام البزدوجی، بیروت:
دارالكتب العلمية، طبع اول، 1997ء، 1 / 70

¹⁵ اصول بزدوجی 73

¹⁶ اصول سرخی 1 / 163

¹⁷ شرح نور الانوار 1 / 105